ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویامرون
بالمعروف وینهون عن المنکر واولئک هم المفلحون

اور ہو جائے تم میں سے ایک گروہ جو نیکی کیطرف بلائے اور بھلائی کا حکم کرے
اور بدی سے منع کرے اور ایسے لوگ ہی مفلح ہوتے ہیں

رسالہ

تشحیذ الاذہان

ایڈیٹر - صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

فہرست مضامین ✣ بابت ماہ مئی ۱۹۰۸ء

رپورٹ انجمن الاخوان - لاہور
تمہید - ۱۶۵ سے ۱۷۸ تک
رپورٹ مجمع الاخوان - ۱۷۹ - ۱۸۷ تک

اسلام صرف مصالحہ پرستی ہی حرام نہیں کرتا بلکہ معمار پرستی بھی انہی دلائل سے حرام کرتا ہے
۱۸۸ - ۲۰۶ تک خدا کی تازہ وحی ٹائیٹل پیج

باہتمام منیجر رسالہ تشحیذ الاذہان ۱۰ مئی ۱۹۰۸ء کو انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شائع ہوا

خدا کی تازہ وحی

میاں منظور محمدؐ صاحب کی بیوی (جو حضرت اقدس کے گھر میں رہتی ہیں) مرض سل سے بیمار ہیں حضرت کو اُنکی نسبت الہام ہوا۔ ا۔ حٰمٓ۔ تلک ایات الکتاب المبین۔ ترجمہ۔ لفظ حٰمٓ میں بیمار کا نام بطور اختصار ہے۔ اور باقی الفاظ کے یہ معنی ہیں کہ اس میں کئی نشان ہیں جو خدا کی کتاب میں مقرر ہیں۔ ۲۔ بیمار بہت ہی چیخیں مارتا ہے۔ ۳۔ ماتم کدہ۔ لم یاتی احافظ کل من فی الدار۔ من ھذہ المرض الذی بھر ساری۔ ترجمہ۔ میں تمام گھر والوں کو اس بیماری سے بچاؤنگا۔ ایسی بیماری جو متعدی ہے۔ من ہذہ المرض یعنی من ہذا الالف۔ فرمایا کہ اگرچہ اس میں بظاہر عبارت میں غلطی معلوم ہوتی ہے مگر خدا تعالیٰ اس صرف نحو کا تابع نہیں اور ایسی مثالیں قرآن شریف میں بھی موجود ہیں۔ پھر حضرت کو بیمار کیواسطے بعض دوائیں دکھائی گئیں اور الہام ہوا کہ ۵۔ امید سے بڑھ کر فایدہ ہوا۔ ۶۔ دوبارہ زندگی۔ ۷۔ منسوخ شدہ زندگی ۸۔ انی بریٔ من ذالک (یہ کسی دوسرے کا مقولہ ہے) ۹۔ کتب اللہ علی نفسہ الرحمۃ۔ ترجمہ۔ خدا تعالیٰ نے رحمت کا ارادہ کیا ہے۔ ۱۰۔ حق علینا نصر المومنین۔ ترجمہ ہم مومن کی ضرور نصرت کرتے ہیں۔ ۱۱۔ امثال الرحمۃ فی اوّل الذکر و اٰخر الذکر۔ یعنی دو شخص جو بیمار تھے۔ انکی نسبت جب دعا کیگئی تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوئی۔ ۱۲۔ رحمت اور فضل کا کلام۔ شکر کا کلام۔ ۱۸۔ اپریل ۱۹۰۸ء ۱۔ زلزلۃ الارض۔ ۲۔ فحق العذاب۔ قدلّی۔ ۳۔ بشریٰ۔ ۲۲۔ اپریل ۱۹۰۸ء۔ میرے لئے ایک نشان آسمان پر ظاہر ہوا۔ ۲۔ خیر و خوبی کا نشان۔ ۳۔ میری مرادیں پوری ہوئیں۔ ۲۶۔ اپریل ۱۹۰۸ء بوقت چار بجے صبح۔ مباش ایمن از بازیہائے روزگار۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تمہید

ناظرین - میں یہ چند صفحات آپکی خدمت میں پیش کرتے ہوئے امید کرتا ہوں کہ آپ ان مضامین کو جو ان میں درج ہیں کم از کم ایکدفعہ ضرور پڑھینگے اور اس پر غور کرینگے - میں یہ نہیں کہتا کہ جو کچھ اس میں لکھا ہوا ہے آپ اسے فوراً مان لیں بلکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اپنے فرصت کے وقتوں میں انہیں خوب سوچیں اور غور کریں - اور یونہی سرسری نہ سمجھیں -

۲ - آجتک اسلام کی تائید میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور آئندہ بہت کچھ لکھا جاویگا - مگر تاہم فی الحال جو رسالوں اخباروں کی بھرمار ہمارے مخالفوں کی طرف سے ہو رہی ہے - اس کے مقابلے میں مسلمانوں کی طرف سے بہت کم اور قلیل ڈیفنس ہو رہا ہے - ڈیفنس کی ضرورت جو ہمیں محسوس ہو رہی ہے اس کو بیان کرنا فضول ہوگا - کیونکہ ہر مومن کا دل خوب جانتا ہے کہ اسلام پر آریوں اور عیسائیوں کے حملے بڑے شدید ہو رہے ہیں اخبار نکالے جاتے ہیں رسالے چھاپے جاتے ہیں - پمفلٹ اور ٹریکٹ تقسیم کئے جاتے ہیں اور روپیہ پانی کی طرح بہایا جاتا ہے غرضیکہ مالی ہر طرح کی کوشش اس کی تخریب کے لئے کیجاتی ہیں - اس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس وقت بقدر ہمت اسلام کی خدمت کرکے ثواب حاصل کرے - آج کل جہاد قلم ہی سے جائز ہے کیونکہ دشمن قلم ہی استعمال کرتا ہے - دشمن تلوار استعمال نہیں کرتا ہے اس لئے ہمارے لئے

بھی دینی معاملے میں تلوار اٹھانا حرام ہے۔ اسلام کے آغاز میں دشمن نے چاہا کہ تلوار سے اسے تباہ کردے اس کا نام و نشان اٹھا دے۔ سو اس ظلم و تعدی کو تیرہ سال تک تو صبر سے برداشت کیا گیا۔ لیکن جب بات حد سے بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ سے اجازت حاصل کر کے تلوار اٹھائی گئی اسی طرح اب بھی دشمن نے پہلے قلم سے وار کرنا شروع کیا ہے پادری فنڈر صاحب اور پادری عماد الدین صاحب لالہ دیانند صاحب و منشی اندرمن صاحب نے اپنی اپنی تصنیفوں میں وہ وہ گالیاں دی ہیں جو برداشت سے باہر ہیں اگرچہ ہمیں حق حاصل ہے کہ دیسی ہی ٹون میں جواب دیں اور اسی ترازو سے ان کے لئے تولیں جس میں انہوں نے ہمارے لئے تولا مگر اسلامی خلق اس بات سے مانع ہے اس لئے ہم دلائل ہی کام لیتے ہوئے فضول ہنسی ٹھٹھا سے اجتناب کریں۔ اور یہ رسالہ اسی غرض سے چھاپا گیا ہے کہ اسلام کی امن بھری تعلیم دنیا میں پھیلے اور خدا کی مخلوق کیلئے باعثِ آرام دینی و دنیوی ہو۔

۳۔ انسان دو انسون سے مرکب ہے۔ ایک اُنس تو اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے اور دوسرا اُس کی مخلوق سے۔ پہلے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے خالق و مالک کی عبادت اس کے فرمودہ کے مطابق بجالائیں اور دوسرے سے یہ مراد ہے کہ معاملات اپنے ہمجنسوں سے نیکی و ہمدردی کے برتن مگر بیقیمتی سے بعض حضرات ہیں کہ وہ اس پیارے محسن کی ہستی سے ہی انکار کر دیتے ہیں جس نے انہیں اول تو انسان بنایا پھر انکی تمام ضروریات کو پورا کرنیکے لئے ہر قسم کے سامان مہیا کئے یہ اس دنیا و مافیہا کی طرف ہی نظر کریں تو معلوم ہو جائے کہ کس حسن اور خوبی کیساتھ کارخانہ دنیا چل رہا ہے۔ اکثر اوقات ہمارے تجربہ میں آیا ہے کہ ہم ایک کام کرنیکا مصمم ارادہ کرتے ہیں اور اس کے لئے جو اسباب ضروری ہوں انہیں بکلی مہیا کر لیتے ہیں مگر پھر بھی ہم

اسے نہیں کر سکتے اور پھر دوسرے وقت انہیں اسباب سے ہم اسی کام کو کر لیتے ہیں اور بعض وقت ہم چاہتے کچھ اور ہیں اور ہوتا کچھ اور ہے۔ چنانچہ کوئی شخص شادی کرتا ہے اور اولاد نرینہ کا خواہشمند ہوتا ہے مگر اس کے ارادے کے برخلاف لڑکیاں ہی پیدا ہوتی ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی ایسی ہستی ضرور ہے جو ہمارے کاموں کے نتائج میں تبدیلی پیدا کرتی ہے۔ ایک اور عام دلیل جو باری تعالےٰ کی ہستی میں پیش کیجاتی ہے یہ ہے کہ انسان کو کائنات کی مختلف صنعتوں پر نظر ڈالنے سے یہ پتہ ملتا ہے کہ ان کے بنانیوالا ضرور ہے سو اسی طرح ذرا اسی قانون کو وسیع کر کے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اس بڑی دنیا کے بنانیوالا بھی کوئی نہ کوئی ہونا چاہیئے۔ مگر اس دلیل میں یہ نقص ہے کہ ہم یقینی اور قطعی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ وہ ضرور ہے سو اس کا وجود قطعی اور یقینی طور پر منوانیکے لئے دنیا میں نبی آتے ہیں اور ان کے وجود سے خدا تعالےٰ کی ہستی اس قدر روشن ہو جاتی ہے کہ گویا انسان اپنی آنکھوں سے اسے دیکھ لیتا ہے۔ اور اس کے وجود پر بھی اس کو ایسا ہی یقین آجاتا ہے جیسا اپنی ہستی پر۔ نبیوں سے اللہ تبارک وتعالےٰ کلام کرتا اور انہیں آئندہ کی خبریں دیتا ہے۔ اور ان کے مخالفوں کے تمام مکائید کو جو وہ اس کے نابود کرنیکے لئے کرتے ہیں خود مخالفوں کی ہی ہلاکت کا باعث کر دیتا ہے۔ ان اعلیٰ وارفع انسانوں کو ایذا سے بچاتا اور ان پاک وجودوں کی نگہبانی کرتا ہے۔ اس بے مثل و بے مانند ہستی کے سوا کون ہے جو انہیں (جن کی تمام قومیں دشمن ہوں) بچائے۔ جب نبی اپنی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اسی وقت یگانے و بیگانے سب کے سب بلا تمیز سیاہ و سفید اس کے مخالف ہو جاتے ہیں۔ اور اسے پاگل مجنوں اور ساحر وغیرہ کے ناموں سے نامزد کرتے ہیں اور اس کے کاموں کی ہنسی اڑاتے ہیں۔ مگر وہ خدا ہی ہے جو انہیں ان کے مقاصد میں کامیاب کرتا ہے اور مظفر و منصور بناتا ہے۔

ہماری سرکار سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی دیکھ لو جب آپ نے دعوئ نبوت کیا سوائے چار آدمیوں کے سب کے سب دشمن ہو گئے ۔ اور چونکہ ان کا دعوے تھا کہ میں تمام جہاں کیلئے ہادی اور رحمت ہو کر آیا ہوں ۔ اس لئے تمام کی تمام قومیں یکدفعہ ان کی دشمن بنگئیں کیا یہودی کیا عیسائی کیا مشرکین کیا دہریہ سب نے یہ کوشش کی کہ انہیں نابود کر دیں اور اس غرض کے حصول کیلئے وہ وہ ظالمانہ اور جابرانہ کارروائیاں کیں جن کے ذکر سے بھی دل کانپ جاتا ہے اور بدن پر لرزہ آتا ہے ۔ حضور کے سر پر راکھ ڈالی ... جاتی تھی اور اینٹوں اور پتھروں سے زخمی کیا جاتا تھا ایک دفعہ سجدہ کی حالت میں آپکی گردن پر اونٹ کی گندسے بھری ہوئی اوجھری رکھی گئی ۔ پھر متبعین کو گرم ریت پر لٹا کر بیت مارے جاتے اور بیچاری بیگناہ مومنہ عورتوں کو ناگفتہ بہ سزائیں دیجاتیں چنانچہ ایک عورت کی ایک ٹانگ ایک اونٹ سے اور دوسری دوسرے اونٹ سے باندھ کر مختلف سمتوں کو چلایا گیا اور اس طرح اس مظلومہ کو دو حصوں میں چیر دیا گیا ۔ ایک طرف تو یہ حال تھا دوسری طرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے چچا ابوطالب کی معرفت لالچ دلایا جاتا تھا کہ آپ بتوں کے خلاف وعظ کرنا چھوڑ دیں تو اس کے عوض میں اگر آپ بادشاہت چاہتے ہیں تو ہم آپ کو بادشاہ مان لینگے اگر آپ کو خوبصورت بیوی کی خواہش ہے تو ہم وہ مہیا کر دینگے اور اگر دولت کی طمع ہو تو بہت مال و زر جمع کر دینگے ۔ غرضیکہ کسی طرح آپ بتوں کی مخالفت چھوڑ دیں ہم آپ سے جو سلوک چاہیں کرنیکو طیار ہیں ۔ مگر دیکھو وہ اولوالعزم نبی ان تکلیفوں کو جو اللہ کی راہ میں اُسے دیجاتی ہیں ۔ اور ان انعاموں کو جو پیش کئے جاتے پر لپشہ کے برابر نہ سمجھتا ہوا یہ جواب دیتا ہے ۔ اے چچا اگر یہ لوگ میرے دائیں طرف آفتاب اور

میرے بائیں طرف ماہتاب رکھدیں تو بھی میں کلمہ حق کہنے سے نہ رکوں گا۔ میں ان بتوں کی مخالفت کروں گا اور اللہ واحد کا نام زمین میں بلند کروں گا۔ اب یہاں عقلِ سلیم کے سوچنے کا مقام ہے کہ اگر نعوذ باللہ نبی کریم نے دنیا کمانیکی خواہش سے یہ جھوٹ اور افترا باندھا تھا تو وہ تو ان کو ملتی تھی پھر انکار کیوں کیا۔ آجکل اگر دنیوی انسان کو صرف ایک مصیبت آن پڑتی ہے تو گھر اور باہر کے سب کام بھول جاتے ہیں اور دیوانوں کی طرح اِدہر اُدہر بھاگتا پھرتا ہے کہ کسی طرح میں اس سے نجات پاؤں کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مصیبت کو پیار کرتے تھے اور آرام نہ چاہتے تھے۔ یہ انسانی فطرت کے خلاف ہے کہ وہ آرام اور وجاہت سے انکار کر دے جب کہ وہ انہیں کے حصول کیلئے بہت سعی اور کوشش کر رہا اور جھوٹ بول رہا ہو۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا پر نعوذ باللہ ایمان نہ تھا تو کیوں انہوں نے بادشاہ ہونا قبول نہ کر لیا آدمی اگر جھوٹ بولتا ہے تو دنیوی وجاہت کیلئے یا اپنے کسی نفع کیلئے وہ تو ان کو بغیر جھوٹ کے ہی اب حاصل ہونے لگے تو کیا ضرورت پڑی تھی کہ مصیبت کے ایام کو ملسا کرتے۔ کفار مکہ کے بادشاہ بنکر وہ اردگرد کے قبائل کو فتح کر سکتے تھے۔ اب دوسرے پہلو پر نگاہ کرو کہ اگر رسول کریم افترا باندھتے تھے اور کوئی خدا نہ تھا جو ان کو وحی کرتا تھا اور آئندہ کیلئے ان کو خوشخبری دیتا تھا کیوں ایسی کمزوری اور کس مپرسی کے زمانہ کی باتیں کہی ہوئی پوری ہو گئیں۔ کیا کسی ملک کی ہسٹری کسی ایسے آدمی کا نام بتا سکتی ہے جسنے اس قدر جھوٹ باندھا اور پھر اس کی باتیں جوں کی توں پوری ہوئیں۔ اب ہم نمونہ کے طور پر دو تین باتیں لکھتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک ایسی ہستی ضرور ہے جس کو مسلمان اللہ یعنی تمام نیک صفات سے متصف کہتے ہیں اور جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کی کمزوری کیوقت میں مدد کی اور ان کے ذریعہ سے سالہا سال پہلے دنیا کو اُن باتوں کی خبر دی جن کا ان کو وہم وگمان تک نہ تھا اور پھر جس طرح کہا تھا اسی طرح پورا کیا۔

اولِ۔ کافر لوگ رسول کریم کو بنظرِ حقارت دیکھتے تھے اور انہیں کذاب یا مجنون کہتے تھے اس وقت اللہ تعالےٰ اپنے نبی کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ تو کہدے۔ ان نشا نخسف بھم الارض اونسقط علیھم کسفا من السماءِ اگر ہم چاہیں تو ان کافرون کو اسی ملک مین ذلیل کردین یا آسمان سے ان پر کوئی عذاب نازل کردین۔ اور جب مکے والوں کی ایذادہی کا پیمانہ لبریز ہوگیا اور انہوں نے حضور کے قتل کا ارادہ کیا تو اللہ تبارک تعالےٰ نے ان کے بدارادے کی اطلاع حضرت صلعم کو کردی اور حکم کیا کہ وہ مکہ چھوڑکر مدینہ کو ہجرت کرجادیں۔ یہ صبر کی انتہا تھی۔ کہ اپنے وطن مالوف کو چھوڑکر ایک اجنبی شہر میں جانا منظور کریں مگر دیکھو اگر وہ دنیا طلبی کے پیچھے پڑے ہوئے تھے تو انہیں کیا ضرورت تھی کہ مدینے میں جاتے جہاں ان کو کوئی جانتا نہ تھا۔ اسوقت اللہ تعالےٰ اُن کو فرماتا ہے لایلبثون خلافک الا قلیلا۔ یعنی یہ کفار مکہ میری ہجرت کے بعد بہت تھوڑا عرصہ اس حالت پر رہین گے اور پھر انپر عذاب الہی نازل ہوگا اور یہ سب کے سب تباہ ہوجاوینگے۔ اب غور کرو کہ آنحضرت کی اپنی طاقت کا حال تو اس وقت یہ تھا کہ کچھ لوگ کفار مکہ کے ڈر کے مارے حبشہ کو چلے گئے تھے اور کچھ آپکے ساتھ مدینہ کو ہجرت کرگئے تھے تاکہ اپنے خون کے پیاسے دشمنوں کے ظلم وستم سے بچیں۔ اور پیشگوئی یہ کرتے ہیں کہ مجھ کو خدا نے کہا ہے کہ اب یہ لوگ اس حالت پر بہت ہی کم عرصہ رہینگے اور جلد تباہ ہوجائینگے کیا کوئی مفتری انسان قبل از وقت ایسی راست اور ایسی پکی

پیشگوئی کر سکتا ہے؟ پھر اسی پیشگوئی کیطرف ایک اور جگہ بھی اشارہ ہے جہاں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ماکان اللہ لیعذبھم وانت فیھم یعنی میں ان کافروں کو عذاب نہیں دونگا درحالیکہ تم ان میں ہو۔ تو اس میں سے بطور نتیجہ کے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس میں اللہ تعالےٰ نے رسول کریم کو ہجرت کیطرف قبل از وقت اشارہ فرمایا ہے گویا اس میں دوہری پیشگوئی ہے ایک تو ہجرت کی اور دوسری یہ کہ ان کافروں کو ہجرت کے بعد عذاب دیا جاویگا۔ اور پھر جب کفار نے اسپر زور دیا کہ ہم پر کیوں عذاب نازل نہیں ہوتا تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا عسی ان یکون ردف لکم بعض الذی تستعجلون یعنی ابھی تھوڑی دیر میں تمہارے پیچھے کچھ حصہ اس عذاب کا لگا دیا جاویگا جس کو تم جلدی طلب کرتے ہو۔ اور پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد یعنی تحقیق وہ اللہ جس نے تجھ پر قرآن شریف فرض کر دیا ہے تجھے مکہ کی طرف ضرور لوٹائیگا اور پھر فرمایا کان فی المدینۃ تسعۃ رھط یفسدون فی الارض یعنی مکہ شہر میں نو سردار ہیں جو زمین میں فساد ڈالتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے۔ یہ ان نو سرداروں کیطرف اشارہ ہے جنہوں نے ملکر رسول کریم صلعم کے قتل کیلئے کمیٹی کی تھی رسول کریم نے جنگ بدر میں ان نو سرداروں کے ہلاک ہونیکی خبر دی اور ان کے قتل کی جگہیں بھی مخصوص کر دیں اور پھر فرمایا لکم میعاد یوم یعنی ان کافروں کو اطلاع دیدو کہ تمہارے لئے تو ایک سال کی میعاد ہے اس کے بعد تم دیکھ لوگے کہ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یعنی حق بات آگئی اور جھوٹ بھاگ گیا تحقیق جھوٹ بھاگا ہی کرتا ہے اور پھر فرمایا سیھزم الجمع ویولون الدبر ترجمہ عنقریب جماعتیں جمع کی جاوینگی یعنی جب فوجیں میدان

جنگ میں لینگی تو کافر لوگ پیٹھ دیکر بھاگ جاوینگے یہ مومنین کیلئے بشارت تھی۔ جنگ بدر میں باوجود اس بات کے کہ رسول کریم صلعم کے ہمراہی صرف ۳۱۹ تھے اور مقابل میں قریباً ایک ہزار آدمی گویا تین گنے اور ہتھیاروں کا یہ حال تھا کہ تلوار صرف ایک صحابی کے پاس تھی وہ بھی بغیر میان کے اور کپڑے میں لپٹی ہوئی۔ کیا ایسی نازک حالت میں سوائے خدا کے کوئی فتحمندی دیسکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ کیا واقعات نے ان تمام پیشگوئیوں کو پورا نہیں کر دیا کیا وہ تو سردار فتح مکہ کے دن ہلاک نہ ہوئے کیا تمام عرب میں حق نہ پھیلا اور جھوٹ گم نہ ہوا۔ اب میں حق پسند اور راستی جو طبیعت کی خدمت میں اپیل کر کے دریافت کرتا ہوں۔ کہ کیا رسول کریم صلعم کی ہجرت سے پہلے کی حالت مع پیشگوئیوں کے دیکھکر اور پھر اس عروج کو جو فتح مکہ کے بعد ہوا دیکھ کر خدا کی ہستی ثابت نہیں ہوتی؟ اب اور دیکھو آریہ کہتے ہیں کہ ان کی ویدیں گوشت خوری کے شلوک رام ہارگیون نے ڈالدے اور عیسائیونکی انجیل میں تو وہ گڑبڑ پڑی ہے کہ اصل زبان ہی جسمیں یہ بازل ہوئی تھی معلوم نہیں بعض کہتے ہیں کہ عبرانی میں تھی اور بعض کہتے ہیں کہ یونانی میں ترجمہ در ترجمہ کر نسبت جو اصل کی حالت رہجاتی ہے وہ ناظرین خود اندازہ کرلیں۔ قرآن کریم کی متعلق شروع ہی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون یعنی ہم ہی نے اسے اتارا ہے اور ہم ہی اسکی حفاظت کرینگے اب ہم دیکھتے ہیں کہ حفاظت معنوی بھی ہوتی ہے اور حفاظت لفظی بھی۔ حفاظت لفظی تو یوں ہوئی کہ جب کوئی آیت نازل ہوتی صحابہ فوراً اسی حفظ کر لیتے اور دوست اور دشمن سب میں اسکی اشاعت کر دیتے تھے اور رسول کریم خود لکھوا کر پاس رکھ لیتے تھے۔ اور معنوی اس طرح ہوئی کہ خدا تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد یا امام بھیجدیتا ہے جو قرآن کریم موافق ضرورت زمانہ لوگوں کو سمجھاتا ہے اور اسلام پر اور اعتراض یا حملے کئے جاتے ہیں انکی مدافعت کرتا ہے میں نے اس تمہید کے شروع میں اشارہ کیا ہے کہ مسلمانوں کے دل اس بات کو مان گئے ہیں کہ آج کل اسلام پر

نادان ہیں جو کہتے ہیں کہ محمد الرسول اللہ کو لا الہ الا اللہ کے ساتھ کیوں رکھا ہے۔ اس میں ثبوت ہستی باری تعالیٰ ہے اس سے مسلمان مشرک کس طرح کہلا سکتے ہیں بلکہ اس سے توحید کے متعلق اُن کا ایمان ثابت ہوتا ہے۔

معلوم نہیں کہ آریہ صاحبان خدا تعالیٰ کی ہستی پر کونسی بیّن دلیل لاتے ہیں۔ وہ رشی جن پر سرشٹی کی آدیں وید نازل ہوئے اب تک ایسے گمنام اور بے پتہ ہیں کہ خود آریہ صاحبان بھی ان سوانح سے بے خبر معلوم ہوتے ہیں کیونکہ باوجود بہت طلب اور مانگ کے انہوں نے ان کی سوانح عمری شائع کرنیکے بارے میں خاموشی اختیار کی ہے اور ہمکو مجبور ہوکر ان رشیوں کے عدم وجود پر اظہار کرنا پڑا ہے۔ وحی الٰہی کے نزول کیلئے معلوم نہیں کیسی صفات کے آدمی درکار ہیں آریہ سماج کے پچھلے سالانہ جلسہ کے دھرم چرچا میں جو مضمون سیکرٹری آریہ سماج نے پڑھا تھا اس میں اس نے لکھا تھا کہ رسول کریم صلعم کے زندگی کے واقعات ثابت نہیں کرتے کہ وہ نعوذ باللہ اس قابل تھے کہ ان پر وحی الٰہی کا نزول ہوتا۔ کیسی بیحیائی اور بے شرمی کی بات ہے۔ کہ دوسروں پر تو اعتراض کرنا اور ان لوگوں کے سوانح تک شائع نہ کرنا جن پر وید نازل ہوئے تھے۔ اگر ان کے سچے سچے واقعات زندگی پبلک کے سامنے پیش کئے جاتے تو پبلک کو بڑا عمدہ موقعہ ملتا کہ وہ ان کے چال چلن کا دوسرے نبیوں سے مقابلہ کرتی افسوس ان پر تو ایسی گہری تاریکی چھائی ہوئی ہے جن کو ہزار سورج دیوتا بھی روشن نہیں کرسکتے۔ اصل میں بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ایشور پرماتما تو ایک ہی دفعہ کلام کرنیکی طاقت رکھتے تھے اگر ان چار رشیوں کے سوانح لوگوں کو پتہ

لگ جاتے اور وہ ان کے نمونہ پر چل کر اس بات کے حق دار ٹھیر جاتے کہ پرمیشور سرب شکتیمان ان سے کلام کرے مگر وہ عاجز تھا کر نہ سکتا تھا اس لیئے ان رشیوں کی سوانح عمری کو گم کر دیا تاکہ کوئی شخص اس راہ حسنہ پر چل نہ سکے اور حقدار کلام الٰہی نہ ہو جاوے۔

عیسائی صاحبان نے تو خدائی اور بشریت کو ملا دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح اسی وقت خدا اور اسی وقت بشر تھے۔ جو کمزوریاں ان سے صادر ہوئیں وہ بوجہ بشریت کے تھیں اور جو خصال نیک تھے وہ بوجہ خداوندی کے تھے۔ افسوس اس کا کوئی ثبوت نہیں دیا گیا۔ صرف دعویٰ قابل پذیرائی نہیں ہو سکتا۔ بشری کمزوریاں بھی جو ان سے صادر ہوئیں ایسی ہیں کہ وہ خدا سے نیچے ہوئے آدمی سے صادر نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ رسول کریم صلعم کے اصحاب کی مثال تو بہت اعلےٰ تھے ان کی مرید ایک عورت کا یہ حال ہے کہ مسلمان ہونیکی وجہ سے اسے دو حصوں میں چیرا گیا جیسا اوپر بیان ہوا ہے پھر بھی اس نے اسلام سے انکار نہ کیا۔ ان کے یسوع مسیح ... بقول ان کے یہ کہتے ہیں کہ میں تمام جہان کے گناہ اپنے سر لینے آیا ہوں اور جب ان کے مشن پورا ہونیکا وقت آیا تو ڈورتے اور چھپتے پھرے۔ ان کو چاہیئے تھا کہ مردانہ وار یہودیوں کے پاس جاتے اور کہتے لو مجھے پھانسی دو تاکہ میں اپنے وجود کو باپ کی مخلوق کی خاطر قربان کر دوں۔ وہ کیوں ایلی ایلی لما سبقتانی کی دعا کرتے رہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو خدا تعالیٰ کی ہستی کا کامل و مکمل ثبوت پیش کر سکتا ہے جو بات اسلام کو سب سے

زیادہ تر ممیز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اسلام ہر صدی میں تازہ بتازہ ثبوت دیتا ہے اور
محض پچھلے قصہ پر اکتفا نہیں کرتا۔ دوستو ابھی تک بس نہیں اگر اب بھی خدا تعالیٰ
کی ہستی میں کچھ شک باقی ہے تو جیسا آپ یوکلڈ کی شکل ثابت کرنیکے لیے بعض باتیں
فرض کرکے نتیجہ پر پہنچ جاتے ہو اُسی طرح اسلام کو صحیح مان کر اس پر عمل شروع کرو۔ اور
اللہ تبارک وتعالےٰ سے سچے دل سے دعا کرو کہ اے مالک اگر تو ہے تو ہمیں اپنی
ہستی کا یقین دلا۔ اور ہمیں صراط مستقیم پر چلا۔ اس دعا کو کرتے ہوئے تھوڑا عرصہ گذریگا
کہ انشاء اللہ تعالےٰ آپ کو ہستی باری تعالےٰ بالکل سمجھ میں آجاویگی

۴۔ بعض طالب علم خدا تعالےٰ کی ہستی اور اس کے رسول کریم کی نبوت پر ایمان
رکھتے ہوئے بھی اس کے امر و نہی پر عمل نہیں کرتے اس معاملہ کو اگر گہرے طور پر
سوچا جاوے تو صاف پتہ لگیگا کہ اصل میں خدا کی ہستی پر انہیں حقیقی اور قطعی یقین اور
ایمان نہیں۔ سب کو اس بات پر ایمان ہے کہ آگ جلاتی ہے اس لیے کوئی شخص
آگ میں ہاتھ نہیں ڈالتا۔ اسی طرح سب طلبا جانتے ہیں کہ سلفیورک ایسڈ اور
نائٹرک ایسڈ میں جلا دینے کی خاصیت ہے اس لیے انہیں کوئی شخص بطور تیل
اپنے سر پر نہیں ملتا۔ ایسا ہی اگر خدا کی ہستی اور اس کے مقرر کردہ اصول کی
صداقت پر ایمان ہو۔ تو کیوں۔ اس کے امر پر عمل نہ کیا جاوے اور
اس کی نہی سے باز نہ رہا جاوے۔

۵۔ اب میں آپکے انجمن الاخوان کی سالانہ جلسہ کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔ مگر افسوس کہ
مولوی صدرالدین صاحب بی۔ اے۔ بی ٹی اور خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی کی

تقریریں جو ..... صداقت اسلام کو خوب ظاہر کر رہی تھیں ہدیہ ناظرین نہیں کر سکتا کیونکہ انکو ضبط تحریر میں لانیکے لئے کوئی انتظام نہ کیا گیا تھا۔ اب میں اس تمہید کو دعا پر ختم کرتا ہوں۔

ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤف رحیم ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم انک حمید مجید

۲۰ اپریل ۱۹۰۸ء (وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین) محمد ضیاء الدین سیکرٹری انجمن

اشتہار حسب ذیل تھا

آؤ لوگو کہ ہیں نور خدا پاؤ گے بسم اللہ الرحمن الرحیم ۞ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۞ تمہیں طور تسلی کا بتایا ہمنے

۞ مجمع الاخوان کا پہلا سالانہ جلسہ ۞

الاخوان کا پہلا سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۳ فروری ۱۹۰۸ء بروز صبح سے ۱ بجے دوپہر تک حویلی راجہ دھیان سنگھ صاحب (ہیرا منڈی) میں ہوگا جن اپنے بھائیوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ تشریف لاکر فایدہ اٹھاویں

پروگرام

نمبر شمار	لیکچرر صاحبان	مضمون	وقت از گھنٹہ منٹ	وقت تا گھنٹہ منٹ
۱	مولوی صدرالدین صاحب بی۔ اے بی۔ ٹی پروفیسر ٹریننگ کالج لاہور	وعظ قرآن شریف	۱۰ - ۰	۱۰ - ۴۰
۲	سیکرٹری	رپورٹ	۱۰ - ۴۰	۱۰ - ۵۰
۳	بابو محمد علی صاحب اشرف کلرک لوکو آفس لاہور	نظم۔ گلشن اسلام	۱۰ - ۵۰	۱۱ - ۵
۴	شیخ عبدالمجید صاحب المجد طالبعلم بی اے کلاس اسلامیہ کالج لاہور	اسلام صرف مصالحہ پرستی ہی منع نہیں کرتا بلکہ معمار پرستی بھی انہیں دلایل سے حرام کرتا ہے	۱۱ - ۵	۱۱ - ۴۵
۵	منشی محمد حسین صاحب مسافر مزنگ	نظم	۱۱ - ۴۵	۱۲ - ۰
۶	مرزا یعقوب بیگ صاحب ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور	اسلام کے امتیازی نشانات	۱۲ - ۰	۱ - ۰
۷	خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے ایل ایل بی وکیل چیف کورٹ پنجاب	تقریر	۱ - ۰	۱ - ۴۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رپورٹ مجمع الاخوان

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

جناب صدر جلسہ و معزز حاضرین

یہ انجمن جون ۱۹۰۵ء میں جاری کیگئی۔ اس کے اجرا کے بانی۔ بانی اصل ہیں حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ ہیں آپنے چند طلبا کو جو قادیان کے ہائی سکول سے انٹرنس پاس کرکے اعلےٰ تعلیم کیلئے لاہور کو گئے تھے یہ نصیحت فرمائی کہ اب تم ایسی جگہ جاتے ہو جہاں تم طرح طرح کے اثروں کے ماتحت ہو گے تم کالجوں کے طلبا سے تمہاری صحبت ہوگی اور صحبت کا اثر بہت قوی ہوتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں تم ہمیشہ اللہ تعالےٰ سے استغفار مانگتے رہنا اور لاحول کے پڑھنے میں کثرت کرنا۔ اور تمام بھائی ہفتہ میں ایک نہ ایک دن ضرور جمع ہوکر رشتہ اخوت کو مضبوط کرنا جب ہم لاہور پہنچے تو سید غلام دستگیر صاحب سے ہماری ملاقات ہوئی اور اثنائے گفتگو میں ہم نے معلوم کیا کہ جس کام کی ہمیں مولوی صاحب نے نصیحت فرمائی تھی اس کے کرنے کیلئے سید غلام دستگیر صاحب کو اللہ تعالےٰ نے ہم سے پہلے ہی تیار کیا ہوا ہے۔ غرضیکہ چند دنوں کے بعد سب برادران کی رائے سے ہمارے مکرم سید محمد حسین صاحب کے مکان پر اس کا افتتاحی جلسہ کیا گیا۔ اور سید غلام دستگیر صاحب سیکرٹری منتخب ہوئے اور اس مجمع کا نام رکھنے کیلئے حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں تحریر کیا گیا آپ نے اس کا نام مجمع الاخوان تجویز فرمایا اور اس کے قواعد و اغراض مندرجہ ذیل مقرر ہوئے۔

اغراض و قواعد مجمع الاخوان لاہور

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر
واولئک ھم المفلحون ۔ (وقال اللہ تعالیٰ) تا میسر ہو تم بنعمتہ اخواناً

۱۔ ہر ایک کالج و سکول کے اجمن طلباء میں گروہوں اجمنوں میں اخوت قایم کرنا۔

۲۔ اجمن نوجوانوں کا تبلیغی معاملات میں تیاظہ خیالات

۳۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت کے متعلق دلائل مثلاً ڈیبیٹنگ روم وغیرہ

۴۔ ہر ایک ممبر کو چندہ اجباری ہر مجمع الاخوان میں گونہ خاطر تجویز کرنے دینا ہوگا

۵۔ ہر اجلاس مجمع بنا بضابطہ داری ہوگا اس میں ہر ایک ممبر کی حاضری ضروری ہے

۶۔ ہر ایک ممبر کو اپنی اپنی باری پر لیکچر دینا ہوگا جس مضمون پر ممبر چاہے لیکچر دلاوے مگر وہ مضمون مجمع کے اغراض و قواعد کے خلاف نہ ہو۔

کئی اجلاس ڈاکٹر صاحب موصوف کے مکان پر ہی ہوئے مگر بعد ازاں ایک سال تک گلی مسجد میں ہوتے رہے۔ چونکہ اب تمام کالجوں کے طلباء تشریف لانے لگے اور سب کو اتنی دور آنے میں دقت محسوس ہوئی۔ اس لئے یہ تجویز ہوئی کہ کوئی ایسی جگہ اجلاس کیلئے مقرر کیجاوے جو تمام کالجوں کے نزدیک ہو۔ تو اس وقت میڈیکل کالج کے بورڈنگ ہاؤس کے نزدیک ایک شاہی زمانہ کی ٹوٹی پھوٹی مسجد میں جلسے ہوتے رہے جو مسلمانوں کی موجودہ خستہ حالی کی پوری پوری تصویر تھی اور زبان حال سے پکار پکار کر مسلمانوں کی ترک نماز پر شہادت دے رہی تھی چند ہی اجلاس کے بعد اس مسجد کے ملاں صاحب نے برا منایا کہ یہ انگریزی وضع کے

نازک وقت آگیا ہے اور اس لیئے مولوی ملانے سب زبانی بھی کہتے ہیں کہ اس کی حفاظت
کرنی چاہیئے۔ بیرونی و اندرونی خرابیاں کثرت سے ہوگئی ہیں مسلمان جن کے لیئے خدا تعالیٰ
نے قرآن شریف میں احکام شرعی خوب کھول کھول کر بیان فرمائے تھے اب ایسی ایسی بدعتوں
میں پڑ گئے ہیں کہ بیان کرتے ہوئے دل خوف کھاتا ہے بعض لوگ تو دینی امور پر ہنسی ٹھٹھا
کرنے سے بھی باز نہیں آتے۔ تو کیا ایسے وقت میں یہ بات ممکن ہے کہ ہم تم سب تو یہ کوشش
کریں کہ دین الٰہی کو صدمہ سے بچائیں مگر اللہ تعالےٰ جس نے قرآن و اسلام بھیجا اور اسکی
حفاظت کا ابدالآباد تک ذمہ اُٹھایا ہے کچھ نہ کرے اور خاموش رہے نہیں! ایسا
نہیں ہے اس نے اس وقت ایک شخص کو مجدّد مبعوث فرمایا ہے اور چونکہ اس زمانہ میں
دجالیت اور صلیب نے زور پکڑا تھا اسلیئے اسی مجدّد کو اسی بیماری کے معالج ہونے
کیوجہ سے مسیح کے نام سے مخاطب فرمایا ہے۔ اگر کوئی خدا نہیں تو اب تیرہ سو برس ۱۳۰۰
کے بعد انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون کو کس نے پورا کیا اور وقت پر اسلام کی کیوں
مدد کی۔ اب میں طوالت کے خوف سے اس امام کی ایک اور صرف ایک پیشگوئی کا ذکر کرتا
ہوں۔ یہ پیشگوئی اس زمانہ میں کیگئی تھی جب آپ کو کوئی نہ جانتا تھا اور گوشۂ گمنامی میں پڑے
ہوئے تھے۔ اور ہرگز ہرگز کوئی شخص دور سے چلکر آپکی ملاقات یا زیارت کو نہ آتا تھا۔ اس
وقت اللہ تعالےٰ نے الہام کیا۔ یاتون من کل فج عمیق و یاتیک من کل فج عمیق لا
تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس۔ یعنی تیرے پاس دور دراز ملکوں سے لوگ
آوینگے اور تیرے لیئے تحفے تحائف لاوینگے۔ تو اللہ کی مخلوق سے سختی نہ کر اور زبان
کی ملاقات سے تھکنا۔ خدا کے فضل سے بندہ کو قادیان میں ٹھیرنے کا کچھ موقعہ ملا

جس میں کابل اور کشمیر سے برما اور راس کماری تک تنہائی اور کس مپرسی کے
زمانہ کی پیشگوئی کو پورا ہوتے ہوئے بذاتِ خود دیکھنا نصیب ہوا آسٹریلیا سے بھی ایک
انگریز محض زیارت کے ارادے سے آیا اور زیارت کر کے جب واپس گیا تو وہاں
سے پھر ان کے غلاموں میں شمولیت کی درخواست بھیجی۔ امریکہ میں احمد اینڈرسن
نے بدر کے ایک ایڈیٹر کے خطوط سے تائید اٹھا کر اور ریویو کو مطالعہ کر کے اسلام قبول کیا۔
اب تھوڑے دن ہی گذرے ہیں کہ ایک انگریز اور لیڈی یونائیٹڈ سٹیٹ امریکہ سے آئے
اور قادیان جا کر حضور کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ کے غلاموں کی تعداد آج
کل چار لاکھ کے قریب ہے جو ہندوستان کے ہر حصہ میں ملتے اور دوسرے براعظموں
میں بھی پائے جاتے ہیں۔ کیا انسان از خود ایسی پیشگوئی کر سکتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مدد
اور اس کی حفاظت ان کے شامل حال نہ ہوتی تو کس طرح ممکن تھا کہ باوجود مولویوں
آریوں عیسائیوں سکھوں کی متفقہ کوششوں کے اس قلیل زمانہ میں ان کے مریدین
کی تعداد اس قدر بڑھ جاتی۔ میں حیران ہوں کہ جو لوگ نبیوں کے وجود سے انکاری ہیں
کس طرح خدا کو مانتے ہیں۔ یہ ممکن ہی نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان ہو اور
پھر نبیوں سے انکار ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت نبیوں کے وجود کے سوائے
کسی اور چیز میں ڈھونڈنا عبث ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ میں یہی سِر
مخفی ہے۔ لا الٰہ الا اللہ یعنی کوئی معبود نہیں مگر اللہ یہ تو ایک دعوے ہی اگلے
حصہ میں ہی اس کا ثبوت یہ دیا ہے کہ محمد صلعم اس کا رسول ہے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
نے اک وجود میں اس خدا قیوم کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہستی کا ثبوت ہے وہ لوگ

حضرات یہاں آکر قرآن شریف کی وعظ اور اسلامی مسائل کو کیوں بیان کرتے ہیں یہ تو ہم لوگوں کا پیشہ تھا اور ہم اسی فکر میں تھے کہ اور کوئی مناسب جگہ کی تلاش کریں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری اسطرح دستگیری کی کہ ہماری محترم بھائی مرزا یعقوب بیگ صاحب تبدیل ہو کر لاہور تشریف لائے اس موقعہ کو اس عزت اور احترام کے اظہار کیلئے جو ان کیلئے ہمارے دلوں میں تھی غنیمت سمجھا اور ان کی آمد کی خوشی میں خواجہ کمال الدین صاحب کے مکان پر احباب کو ٹی پارٹی دیگئی اور سربرآوردہ احمدیوں کو اس میں مدعو کیا اس وقت حاضرین کے سامنے یہ تجویز پیش کیگئی کہ اتنے بڑے دارالخلافہ میں احمدی جماعت کا جن میں خدا کے فضل سے سچی علوم کے حاصل کرنیکی محبت اور ان کو قوم میں پھیلانے کا جوش ہے اور جس کے بانی کو اللہ تعالےٰ نے سلطان القلم کا خطاب دیا ہے ایک ریڈنگ روم بھی نہ ہو تو یہ عجیب بات ہوگی اسلام کی اشاعت کرنا جس طرح سے بھی ہو سکے اور ان بیجا تہمتوں اور الزاموں کو جو اللہ تعالےٰ کے برگزیدوں پر آجکل لگائے جاتے ہیں رفع کرنا ہمارا عین فرض ہے تو ان غرضوں کیلئے بھی از حد ضروری ہے کہ اسلام کے متعلق سچی اور پوری پوری واقفیت کیلئے سامان موجود کیا جاوے اور یہ تجویز کی گئی ایک ریڈنگ روم جس میں اسلامی کتب اور اخبارات ہوں مناسب جگہ میں پبلک کیلئے کھولدیا جاوے اور اس میں انجمن بھی اپنا اجلاس کر لیا کرے۔ اس تجویز کو سب نے پسند کیا اور اس فیصلہ کے بعد انجمن کے عہدہ دار مندرجہ ذیل صاحبان مقرر ہوئے۔

چوہدری فتح محمد صاحب پریزیڈنٹ

سید طفیل حسین صاحب — وائس پریزیڈنٹ

سید غلام دستگیر صاحب — جنرل سیکریٹری

شیخ عبدالحکیم صاحب — اسسٹنٹ سیکریٹری

شیخ تیمور صاحب — امین

اور مندرجہ ذیل اصحاب نے انجمن کا ممبر ہونا منظور فرمایا۔

خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی — ڈاکٹر اسمٰعیل صاحب ایل ایم ایس

مرزا یعقوب بیگ صاحب ایل ایم ایس — شیخ رحمتہ اللہ صاحب پروپرائٹر انگلش ویئر ہاؤس

ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب ایل ایم ایس — اور کچھ عرصہ بعد مولوی صدرالدین صاحب بی اے بی ٹی

اس کے چار پانچ ماہ بعد چوہدری فتح محمد صاحب نے قادیان میں چلے جانیکی وجہ سے پریزیڈنٹی سے استعفا دیدیا۔ اور ان کی جگہ چوہدری محمد ضیاءالدین صاحب تجویز ہوئے۔ ازاں بعد اپریل ۱۹۰۶ء کو سید غلام دستگیر صاحب ڈاکٹر ہو کر یہاں تشریف لیگئے اور انکی جگہ کچھ تھوڑے عرصہ تک شیخ عبدالحکیم صاحب ہی جنرل سیکریٹری کا کام سرانجام دیتے رہے۔ مگر انہوں نے بھی اکتوبر میں کچھ مجبوریوں کیوجہ سے استعفا دیدیا۔ پھر کچھ تبدیلیوں کے بعد یہ قرار پایا کہ چوہدری محمد ضیاءالدین صاحب سیکریٹری کا کام کریں اور پریزیڈنٹ ہر جلسہ میں حاضرین میں سے منتخب کر لیا جایا کرے۔ اس انجمن کی یہ تو بہت ہی مختصر سی تاریخ تھی جو آپ کے گوش گذار کیگئی۔ اور اب یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ اس انجمن نے اب تک کیا کام کیا ہے اول تو ایک ریڈنگ روم قایم کیا ہے جس میں بہت سی کتابیں سلسلہ حقہ کی جو اسلام کی تائید میں لکھی گئی ہیں موجود ہیں اور چند ایک جگہ سے جو اخبار لگیں رکھی ہیں۔

اس ریڈنگ روم کے قواعد مندرجہ ذیل ہیں۔

قواعد ریڈنگ روم

۱۔ احمدیہ ریڈنگ روم سے باہر صرف مربیان و ممبران انجمن الاخوان کتب برائے مطالعہ لے سکتے ہیں۔ اگر ایسے اصحاب خود ریڈنگ روم میں کتب لینے آئیں تو لون بک میں خانہ پری کریں اگر خود نہ آسکیں تو اپنا دستخطی رقعہ جس میں نام کتاب و نام مصنف و تاریخ درج ہو بھیجدیں اور وہ بطور رسید سمجھا جاویگا

۲۔ ایک وقت میں ایک سے زیادہ کتابیں لیجانیکا کوئی صاحب مجاز نہ ہوگا

۳۔ دو ہفتہ سے زائد کوئی صاحب اپنے پاس کتاب نہیں رکھ سکتے۔ اس کے بعد پھر ایک ہفتہ کے وقفہ پر وہی کتاب ان کے نام پر اشو کیجا سکیگی۔

۴۔ موسم سرما میں ریڈنگ روم ۴ بجے شام سے اور موسم گرما میں ۵ بجے شام سے غروب آفتاب تک کھلا رہیگا

۵۔ اگر کوئی صاحب کتاب کو کسی طرح سے نقصان پونچا دینگے یعنی کتاب کو پھاڑ ڈالے یا جلد کو خراب کر دینگے یا اس پر سیاہی کے دھبے لگا دینگے یا اس پر کسی قسم کے نوٹ چڑھا دینگے یا کتاب کو گم کر دینگے تو ان کو اس کتاب کی بجائے نئی کتاب دینی پڑیگی

نوٹ ریڈنگ روم میں تمباکو نوشی اور شور و غل اور ایسی آواز سے باتیں کرنا جس سے دوسروں کا ہرج ہو سخت ممنوع ہے۔

فنڈز کی کمی کیوجہ سے کتابیں تا حال ریڈنگ روم میں کم ہیں جن کی تعداد ۱۲۷ ہے اور کتابیں مستعار لیکر بھی رکھی گئی ہیں جن کی تعداد ۵۶ ہے ۔۔۔ اور

ہفتہ واری اور ماہواری رسائل مندرجہ ذیل ریڈنگ روم میں وصول ہوتے ہیں۔ الحکم بدر۔ انوار الاسلام۔ ریویو آف ریلیجنز انگریزی و اردو۔ رسالہ تفسیر القرآن و رسالہ تشحیذ الاذہان اور آبزرور۔

ریڈنگ روم کا مکان اب پیسہ اخبار سٹریٹ میں واقعہ ہے جو موسم سرما میں ۱۰ بجے شام سے اور موسم گرما میں ۵ بجے شام سے غروب آفتاب تک کھلا رہتا ہے۔

ماہواری تعداد مطالعہ کنندگان اوسطاً ۱۰۵ ہے۔

میں یہاں پر ایک بھاری غلطی کا مرتکب ہوں گا اگر ان پاک وجودوں کا ذکر نہ کروں جنہوں نے ہمیں فراخدلی سے کتابیں مفت عنایت کی ہیں ان میں سب سے اول حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام ہیں جنہوں نے اپنی کل تصنیف کردہ کتابیں دی ہیں اس پاک وجود کے احسانات یوں تو کل دنیا پر ہی ہیں اور لاکھوں کو اس نے صراط مستقیم دکھا کر دنیا کی تکلیفوں اور آئندہ زندگی کے عذابوں سے رہائی دلادی ہے۔ لیکن انجمن ہذا خاص طور سے ان کی دعاؤں کی ممنون ہے جو آپ نے اس کے قیام کیلئے فرمائی ہیں۔ اور دوسرے شیخ یعقوب علی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے اپنی بہت سی تصنیف کردہ کتابیں مفت دی ہیں اور انکی علاوہ الحکم کا پرچہ بھی باقاعدہ بھیجتے ہیں اور اسی طرح مینجیر ان ریویو آف ریلیجنز تشحیذ الاذہان۔ انوار الاسلام وغیرہ بھی قابل شکریہ ہیں۔ اور نیز مندرجہ ذیل اصحاب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے ریڈنگ روم کیلئے مفت کتابیں عنایت کی ہیں۔

مرزا یعقوب بیگ صاحب خلیفہ رشید الدین صاحب۔ میاں معراج الدین صاحب

حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسےٰ ۔ سید غلام دستگیر صاحب ۔ شیخ تیمور صاحب ۔
چوہدری فتح محمد صاحب اور چوہدری محمد ضیاء الدین صاحب

دوسرا کام جو اس انجمن نے کیا ہے وہ یہ ہے کہ آجکل اپنے اپنے مذہبوں کے متعلق کم از کم ہر ایک تعلیم یافتہ آدمی کو اتنی ضرورت ہے کہ معمولی اعتراضوں کا جواب دے سکے اور اگر کبھی اٹھ کر بولنا پڑے تو موقعہ پر بغیر جھجکنے کے اپنا مافی الضمیر ادا کر دے ۔ اس بات کو مدّ نظر رکھ کر دوسرا کام انجمن ہذا نے یہ کیا ہے کہ اپنے نوجوان ممبروں کو اسلام کے مختلف ضروری مسائل سے واقفیت کرائی ہے اور ان کو اس قابل بنایا ہے کہ موقعہ موقعہ پر اپنا مافی الضمیر ظاہر کر سکیں اور اسلام کا چھپا ہوا نورانی چہرہ دکھلا سکیں ۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل سے اس میں کامیابی ہوئی ہے ۔

اس انجمن کے موجودہ عہدہ داران مندرجہ ذیل ہیں ۔

سیکرٹری — چوہدری محمد ضیاء الدین صاحب

امین — شیخ تیمور صاحب

ممبران

گورنمنٹ کالج

چوہدری محمد ضیاء الدین صاحب ۔ چوہدری فتح محمد صاحب ۔ شیخ تیمور صاحب ۔ چوہدری ظفر اللہ صاحب ۔ خواجہ عطاء اللہ صاحب

اسلامیہ کالج

شیخ عبدالمجید صاحب - ملک عبدالعزیز صاحب - مولوی عالم الدین صاحب
مولوی غلام رسول صاحب - شیخ محمد علیصاحب - حافظ محمد حسین صاحب

ویٹرنری کالج

مرزا برکت علیصاحب - میاں سردار خاں صاحب - شیخ محمد صادق صاحب
میاں محمد رفیع خان صاحب -

گورنمنٹ انجینیرنگ کالج

بابو محمد شفیع صاحب - شیخ رسول بخش صاحب - سید فخر الاسلام صاحب -

میو سکول آف آرٹس

بابو نور الٰہی صاحب - بابو غلام حسنین صاحب -

ٹریننگ کالج

ماسٹر عبدالرحمن صاحب - مرزا غلام سرور صاحب -

میڈیکل سکول

شیخ عبدالحکیم صاحب - سید ولائت حسین صاحب -

مختلف دفاتر لاہور

بابو نظام الدین صاحب - بابو دین محمد صاحب - چوہدری عبدالحی خاں صاحب

بابو محمد علی صاحب اشرف مرزا محمد اسمٰعیل صاحب۔ میاں عبدالرشید صاحب
شیخ عبدالکریم صاحب۔

سابق ممبران

نام	پتہ
(۱) سید غلام دستگیر صاحب	ہاسپٹل اسسٹنٹ ہانگپا ضلع شکیانہ (ملک برما)
(۲) مفتی حسن علی صاحب	ہاسپٹل اسسٹنٹ گوجرانوالہ
(۳) شیخ ظفر حسین صاحب	ملٹری ہاسپٹل اسسٹنٹ
(۴) ڈاکٹر محمد دین صاحب	ہاسپٹل اسسٹنٹ
(۵) شیخ محمد امین صاحب	ویٹرنری گریجوایٹ کیمل پور
(۶) شیخ رحیم بخش صاحب	" " گوجرانوالہ
(۷) شیخ عبدالغنی صاحب	کمپونڈر آفریقہ
(۸) شیخ ظفر احمد صاحب	دھرم کوٹ رندھاوا
(۹) سید طفیل حسین صاحب	میڈیکل کالج لاہور
(۱۰) بابو غلام محمد صاحب	"
(۱۱) منشی محمد علی صاحب	ٹیچر نوان شہر ضلع جالندھر
(۱۲) میاں محمد سعید صاحب	لاہور

نوٹ۔ بیرونجات والوں میں سے اگر کسی صاحب کا نام لکھنا رہ گیا ہو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اسلام صرف مصالحہ پرستی ہی حرام نہیں کرتا بلکہ معمار پرستی بھی الٰہی دلائل سے حرام کرتا ہے

رقمزدہ شیخ عبدالمجید صاحب بی اے کلاس اسلامیہ کالج لاہور

جناب صدر جلسہ و معزز حاضرین۔

پیشتر کہ میں اپنا مضمون شروع کروں۔ میں جناب حاضرین کو گواہ ٹھیراتا ہوں۔ کہ میرا ایمان اور یقین کامل ہے۔ کہ خدا ہے۔ اور وہ قادر مطلق اور خالق کل ہے۔ نہ اس کا کوئی بیٹا ہے۔ اور نہ ہی اس کا کوئی شریک ہے۔ وہ آغاز بنی آدم سے لیکر اپنے برگزیدہ بندوں کو خاص اپنے فضل سے اپنی شرف مکالمہ سے ممتاز کرتا رہا ہے۔ اور ابدالآباد تک کرتا رہیگا۔ پھر میرا یقین کامل ہے کہ حضور سرور کائنات ختم المرسلین رسولنا محمدؐ (میری جان اُنپر قربان ہو) خدا تعالےٰ کے برگزیدہ رسول اور سب رسولوں سے افضل تریں اور زندہ رسول ہیں اور جناب مرشد نا و مولانا مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ (خدا کے ہزاروں ہی سلام اور درود اُن پر ہوں) خدا تعالےٰ کے سچے مامور۔ امام الوقت مسیح موعود اور مہدی مسعود ہیں۔ اور یہ کہ قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے۔ جو کہ موجودہ زمانے میں خدا کی کتاب ہونیکا دعوےٰ کر سکتی ہے۔ اور عین فطرت انسان کے مطابق ہے۔ اے خدا تو میرے ایمان میں خاص اپنے فضل سے استقامت بخش۔ آمین ثم آمین

امجد

حضرات۔ میرے مضمون کا عنوان یہ تھے۔ کہ "اسلام صرف مصالحہ پرستی ہی حرام نہیں کرتا۔ بلکہ معمار پرستی بھی انہی دلائل سے حرام کرتا ہے"

انسان ایک اعلےٰ لطیف نورانی چیز جسے روح یا نفسِ ناطقہ کہتے ہیں۔ اور ایک ادنےٰ کثیف ظلمانی چیز جسے جسم یا بدن سے تعبیر کرتے ہیں۔ کی مجموعی شکل کا نام ہے۔ اور ایک ایسی عاجز چیز ہے۔ کہ ضعف و ناتوانی اس کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ جیسا کہ اللہ کریم فرماتے ہیں خلق الانسان ضعیفا پیدائش سے لیکر آخری دم تک ہر ایک مادی اور غیر مادی شے کا محتاج ہے۔ اور سب قدرتی اشیاء۔ انکی تاثیرات و قابلیات کی احتیاج رکھتا ہے۔ اور جب اسکی فطرتی طاقتیں ذرا قوت پکڑتی ہیں۔ تو اس وقت بھی اسکا اختیار بہت ہی محدود ہوتا ہے۔ اور چونکہ انسان کل موجودات کا ایک حقیر سا جزو ہے اور کل موجودات سے وہی نسبت رکھتا ہے۔ جو ایک کو بیشمار سے ہوتی ہے۔ پس ظاہر ہے کہ جزو کل پر حاوی اور متصرف نہیں ہو سکتا +

صاحبان۔ بے شمار موجودات کی تاثیرات و قابلیات جنمیں ایک دوسرے کے توڑ نیوالے اور مخالف اثر بھی ہیں۔ اور جو کہ ایک لاینحل جال کی طرح تنی ہوئی ہیں اور ان میں بیشمار لہریں اٹھتی ہیں۔ گویا یہ ایک ناپیدا کنار موجزن سمندر ہے۔ جسکی موجوں میں ہم سب آئے ہوئے ہیں۔ کسی کو خبر نہیں۔ کہ گھڑی کو کیا ہوگا۔ کون نیک ہوگا۔ کون بد۔ کون زندہ ہوگا۔ کون مردہ۔ پس معلوم ہوا۔ کہ جو ہستی چند ایام زندگی کیلئے زمین۔ ہوا۔ پانی۔ آگ۔ سورج۔ چاند۔ ستاروں اور دیگر

قوتوں اور قابلیتوں کی بلکہ کیڑوں مکوڑوں تک کی بھی جنہیں وہ دیکھتی بلکہ جانتی بھی نہیں۔ محتاج ہو۔ اور سوچنے اور عالم اور نیک بننے کیلئے علم اور نیکی کے ظاہری اور باطنی سامانوں کی بھی محتاج ہو۔ اور یہ چیزیں اس کے بس بلکہ علم میں بھی نہ ہوں۔ تو ظاہر ہے۔ کہ اس کا کیا تصرف ہو سکتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ انسان کا اپنی مالکیت اختیار پر۔۔۔ نہایت ہی قلیل اور بے پتہ اور بے دعویٰ تصرف ہے۔ ممکن ہے۔ کہ زلزلہ آجائے۔ خفیہ کرموں میں۔ زہر پیدا ہو جاوے۔ بارش بند ہو جاوے۔ بجلی آپڑے کوئی شہاب ثاقب ٹوٹ پڑے۔ آدمی آدمی لڑ پڑیں۔ اور قتل و غارت مچا دیں۔ اور یا کہ اپنا ہی نفس دشمن ہو جاوے۔

غرض حضرات ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کل موجودات ایک دوسرے کے سہارے ٹھیری ہوئی ہیں اور نیز ہم دیکھتے ہیں۔ کہ انسان کی فطرت ہی کوئی سہارا مانگتی ہے۔ کیونکہ جب ہم عاجز بیکس ہوتے ہیں۔ یا کسی آفت میں مبتلا ہوتے ہیں۔ تو ہمیں تسلی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ سو اس عاجز بے ثبات انسان کیلئے کوئی سہارا دینے والا۔ کوئی تسلی دینیوالا۔ ضروری ہے۔ اور اسکی اشد ضرورت ہے۔ کہ جس سے وہ دعا مانگ سکے۔ اور جس پر وہ توکل کر سکے۔ یاد رہے۔ کہ انسانی ضروریات صرف اس چند روزہ زندگی تک ہی محدود نہیں ہیں۔ بلکہ روحانی اور ہمیشہ کی خوشی تک پہنچنا بھی اُس کے لئے از حد ضروری ہے۔ پس مالک یوم الدین کی بھی ضرورت ہے۔

پھر جب ہم کہتے ہیں۔ کہ انسان مخلوق ہے۔ تو کوئی اس کا خالق بھی ہونا چاہیئے۔ اور یاد رہے۔ کہ وہ خالق صرف ہمارے جسم کا ہی خالق نہیں ہونا

چاہیئے۔ بلکہ ہماری روح اور ہماری طاقتوں کا بھی خالق اور مالک ہونا چاہیئے۔

صاحبان۔ انسان دو اُنسوں سے مرکب ہے جن میں سے ایک اُنس کا قدرتی خاصہ ہے کہ وہ اپنے خالق اور مالک کی طرف رجوع کرے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ انسان بالطبع پُجاری ہے۔ وحشیوں میں بھی پوجا پاٹ جاری ہے۔ مگر افسوس کہ انسان اپنے حقیقی مالک کو چھوڑ کر اپنی ضروریات کو خود محتاج فقیروں کے آگے سانپوں کے آگے۔ درختوں کے آگے۔ دریاؤں پہاڑوں کے آگے۔ قبروں کے آگے کاغذوں کے آگے غرض ہڈی۔ مٹی۔ آگ۔ پانی ہوا کے آگے جھک کر دکھلا رہا ہے۔ کہ ہمیں پرستش کی ضرور ہی ضرورت ہے۔ اب باقی رہا یہ سوال۔ کہ وہ کون ہونا چاہیئے جس کے حضور سر بسجدہ ہونا مناسب اور لازم ہو۔ اور ہمیں اسکا کس طرح سے پتہ چلا۔"

صاحبان۔ جب ہم صحیفۂ فطرت پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو وہ ہمیں ایک انتہاہ اور ایک ناپیدا کنار سمندر معلوم ہوتا ہے۔ تو ہمکو جو اسکی لہروں میں پڑے ہوئے ہیں۔ تمام تکالیف سہی بچکر سلامت منزل مقصود تک اور ہمیشہ کی خوشی اور بدامی ترقی تک پہنچنے کیلئے اپنے آپ کو ضروری ہے۔ کہ اس ہستی کے سپرد کریں جسکے ہاتھ میں یہ سمندر اور اس کی کل لہریں ہیں۔ اور وہ ان کا پورا پورا انتظام اور پورا پورا متصرف ہونا چاہیئے۔ اور یاد رہے۔ کہ پورا عالم اور پورا متصرف خدا ہی ہو سکتا ہے۔ جو ان تمام اشیاء کا اپنی ہی مرضی اور اپنی ہی تجویز سے خالق یعنی ہست کرنیوالا بھی ہو۔ کیونکہ اگر ہم خیال کریں۔ کہ چند اشیاء مثلاً مادہ اور روح وغیرہم کا وہ خالق نہیں۔ تو ہمیں ماننا پڑتا ہے۔ کہ وہ ان کا عالم بھی نہیں۔ کیونکہ مشین کے تمام پرزوں

کا عالم اسکی حرکتوں سے واقف مشین کا خالق ہی ہو سکتا ہے پس جب وہ عالم نہ ہوا۔ تو اس کیلئے ان پر متصرف ہونا محال ہے۔ اور جب خالق نہ ہوا۔ عالم ہوا اور اُنپر متصرف ہوا۔ تو ہمارا اپنا آپ اس کے سپرد کرنا محض بے سود ہے۔

غرض حضرات۔ پورا علم و اختیار غیر جگہ سے اپنے ارادے اور تجویز کے بغیر آئی ہوئی چیزوں پر نہیں رہ سکتا۔ اور اگر مان لیا جاوے۔ کہ خدا تعالےٰ میں جاننے کی طاقت ہے۔ اور یاد رہے۔ کہ صرف جاننے کی طاقت رکھنے سے کوئی عالم نہیں ہو سکتا جیسے بچہ جاننے کی طاقت رکھنے سے عالم نہیں ہوتا۔ بلکہ موجودات کو دیکھ کر عالم ہوتا ہے۔ تو پھر کیا خدا تعالےٰ بھی ان موجودات کو دیکھ کر ان کا عالم بنگیا یہ نہیں۔ بلکہ وہ خود عالم بننے میں حاکم بننے میں مالک بننے میں اُن پر متصرف ہونیمیں غرض خدا بننے میں ان کا محتاج ہوا۔ اور اگر ان چیزوں کو خدا تعالےٰ سے ہی کیا جاوے۔ تو خدا اپنی قدرت سے کسی کا بھی خدا نہ ہوا۔ اور اگر سب کچھ ایک منٹ کے واسطے صحیح مان لیا جاوے اور یہ بھی مان لیا جاوے۔ کہ خدا نے مادہ روح وغیرہم کو جوڑ جاڑ کر ان کو حرکت دیدی ہے جس سے یہ تمام عالم نظر آرہا ہے۔ تو اعتراض پیدا ہوتا ہے۔ کہ حرکت دئے جانیکے بعد (معاذ اللہ منہ) خدا کا مرنا فرض کر لیا جاوے۔ تو موجودات کی حرکت کو کوئی نہیں ہٹا سکتا۔ کیونکہ یہ ایک ریاضی کا مسلم مسئلہ ہے۔ اور کوئی شے اپنی طاقتوں جذبات۔ دیگر تاثیرات و تاثرات کے رکھتے ہوئے ساکن نہیں رہ سکتی جب تک کہ کوئی خالص طاقت اسپر عمل نہ کرے۔ سو اگر یہ موجودات بے ضرورت خدا کے

برابر کام میں لگی رہے۔ تو ایسے خدا کا پوجنا اور ایک پتھر جو بے حس و حرکت پڑا ہے۔ کا پوجنا یکساں ہے۔ تعجب کی بات ہے۔ کہ جب بیشمار ذرات مادہ اور بیشمار ارواح اور دیگر موجودات اور انکی طاقتیں از خود ہیں اور ایک نام ہی نام کا متصرف اپنے علم و قدرت کو اُن طاقتوں اور قابلیتوں کے مطابق چلانیکے لئے مجبور ہو رہا ہے اور اس کے نقص کو نیست کرنے اور فایدہ کو ہست کرنے پر قادر نہیں تو وہ کیسا خدا ہے۔

صاحبان۔ جبکہ ہر شے اپنے ذاتی نقص کے سبب اور دوسری جُڑ کر درست کرنیوالی شے کے نہ ہونے سے ناقص ہی رہجاتی ہے۔ تو اس سے یہ افسوسناک نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ موجودات صحیح نہیں چلتے۔ اور مکمل نہیں۔ صرف سامانوں کی موجودگی کے مطابق ایک جوڑ ہے۔ تو پھر ہم اپنی علمی اور عملی طاقتیں کس کے سپرد کریں۔ اور جب کوئی ایسی ہستی ہی نہ ہوئی۔ تو رام رام کرنیسے کیا فایدہ ہے اگر کہا جاوے۔ کہ موجودات کی ہر ایک چیز عین صحیح اور ایک دوسرے سے جُڑ کر صحیح نتیجہ پیدا کرنیکے قابل نہ تھی۔ اور اس نقص کو دور کرنیکے لئے ان پر ایک متصرف وجود چلا آتا تھا۔ جسمیں یہ کمی تھی۔ کہ وہ ہست نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن اس کا علم و قدرت عین موجودات کی طاقتوں اور قابلیتوں کے مطابق کام کرنیکے لئے موجود تھے۔ کم بھی نہیں تھا۔ کہ کوئی چیز اس کے علم و قدرت سے رہجاوے۔ اور زیادہ بھی نہیں تھا۔ کہ پھر وہ کسی چیز پر چل سکے۔ اور کسی فایدہ میں آئے۔ تو اس پر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ ایسے متصرف اور ان بے شمار اشیا کا ایسے

انتظام اور ترتیب مناسب کے ساتھ واقعہ ہونا۔ جو اس کے اپنے ارادہ اور مشورہ سے نہیں۔ از خود کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ تو صاف ایک مقدم ارادہ کرنے والے کو بتاتا ہے۔ جس نے ہماری روحیں اپنی پوجا اور محبت اور توکل کے لائق بنائی ہیں۔ اور یاد رہے کہ روح اس لائق تب ہی بن سکتی ہے۔ جب اس میں اس کی پوجا اور محبت اور توکل کے لائق بننے کی پہلے سے قابلیت موجود ہو۔ اور اس میں ایسی ہستی کی پوجا کرنے اور محبت اور توکل کی قابلیت پہلے سے از خود کیسے ہو سکتی ہے۔ جو اُن کے وجود سے کوئی تعلق نہیں رکھتی بلکہ صرف قابلیتوں اور طاقتوں کو جو حرکت میں آنے کی قابلیت بھی از خود ہی رکھتی ہیں۔ حرکت دے دیتی ہے۔

صاحبان! وہ لوگ جو مادہ اور روح اور دیگر اجسام کو بے ابتدا اور ازلی مانتے ہیں۔ اُن کو یاد رکھنا چاہئے۔ کہ وہ کسی صورت میں ازلی نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ اگر یہ ازل سے چل کر اس آن میں آ پہنچی ہیں۔ جس میں اب ہم ہیں۔ تو اگر ان کا اپنی قدموں پر واپس جانا فرض کیا جاوے۔ تو کیا یہ ازل تک پہنچ سکتیں ہیں یا نہیں؟ اگر پہنچ سکتی ہیں۔ تو وہ ازل بے ابتدا نہ ہوا۔ اور اگر واپس نہیں پہنچ سکتی۔ تو اس راستہ پر چلکر یہاں تک کیسے آگئیں؟ پس ثابت ہوا کہ مادہ و روح وغیرہم ازلی نہیں۔ انکی نہ کوئی ابتدا ہے۔ خواہ وہ کروڑوں ہی برس سے ہوں اور جب ان کی ابتدا ہوئی۔ تو وہ نیست سے ہست بھی ہوئیں۔ اور ہستی کے لئے ہست کرنیوالا بھی ازبس ضروری ہے۔

پھر ان باتوں کے ہوتے ہوئے۔ اگر خدا ان تاثیرات و تاثرات کا مالک نہیں۔ اور صرف ایک دسیع پیمانہ پر جوڑنے کی طاقت و علم رکھتا ہے یعنی جوڑنے کی طاقت اور علم بھی خدا ہی ہے۔ تو اس خدائی کا کچھ کچھ پتہ تو انسان میں بھی چلتا ہے۔ اور نیز اس طرح سے یہ تاثیرات و تاثرات وغیرھم معاونانِ خدائی ہوئے۔ یہ ہے باعث ہندوستان دیوتاؤں کی بت پرستی کا۔ کواکب پرستی ارواح پرستی۔ عناصر پرستی نیز ویدانت مت کا۔ یاد رہے۔ کہ مذہبی مباحثات کرنیوالونکی یہ ایک بڑی غلطی ہے۔ کہ ایک بات جو دلیل سے ثابت ہو جائے۔ تو پھر اسکی تصور میں نہ آنیسے اس کا صاف انکار کر دیتے ہیں۔ ہو بہو جیسے مادر زاد اندھا بینائی کے تصور میں نہ آنیسے اس کا منکر ہو جاتا ہے۔ آج کل تمام دارومدار عالم عقل پر رکھا گیا ہے۔ اور ہمیں بھی دعوے ہے۔ کہ عقل سلیم مذہب اسلام اور صرف مذہب اسلام کے ماتحت کام کرتی ہے۔ ہاں بعض باتیں ایسی ہو سکتی ہیں۔ جو برتر از عقل انسانی ہوں۔ اور یہ بات ہر ایک علم میں پائی جاتی ہے حضرات۔ میں بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں۔ کہ موجودہ زمانہ میں صرف ایک مذہب اسلام ہی ہے جو ایسا خدا پیش کرتا ہے۔ جو کہ عالم کل۔ قادر مطلق۔ خالق کل اور متصرف و متقدم بالارادہ اور تمام نقائص سے معرا اور مبرا ہے۔ انسان یونہی اس بحر ظلمات میں بے لگام نہیں چھوڑا گیا ہے۔ ہمیں ایک طرف سے میٹھی میٹھی صدا آتی ہے۔ قل ھو اللہ احد۔ اللہ الصمد لم یلد۔ ولم یولد۔ ولم یکن لہ کفوا احد۔ ملک عرب میں ایک امی

(خدا ابی دامی درد جی) کھڑا ہو کر بلند آواز سے کہتا ہے۔ کہ میرے پاس آؤ۔ میں تمہیں ایک ایسی ہستی بتلاؤنگا۔ جو تمہارا کامل سہارا ہے۔ اور جو تمہارے توکل کرنیکی قابل ہے۔

صاحبان۔ صحیفۂ فطرت پر غور کرنیسے ہمیں صرف اسی قدر معلوم ہوا تھا کہ ایک ایسی ہستی ہونی چاہیئے۔ اور یہ یقین کامل نہیں تھا۔ مگر اس ذات پاک فخر بنی آدمؐ نے بتلادیا۔ کہ ایسی ہستی فی الواقعہ ہے۔ اور اس ہستی سے خود اپنا پتہ دیا ہے کہ میں ہوں۔ کیونکہ وہ تمام نقائص سے پاک ہے۔ اور اس بات کی محتاج نہیں کہ کوئی اسے دریافت کرے۔ اور اس طرح سے وہ کہنے کے قابل ہو۔ کہ خدا گمنام تھا۔ پس میں نے اسی گوشۂ گمنامی سے نکالا۔ اور اسے قابل پرستش ٹھیرایا۔ اور یہ ثابت کرتا ہے ضرورت الہام کو۔ اور ساتھ ہی اس کے ہر زمانہ کے ہونیکو اور یہ خاص برکت ہے صرف مذہب اسلام کی۔

مسیح علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں۔ ؎

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہمنے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہمنے

اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائی اگر حق کو چھپایا ہم نے

صاحبان۔ بعض مخالفین اسلام بے سوچے سمجھے اعتراض کر دیتے ہیں۔ کہ جہاں کچھ نہیں وہاں سے اسلام کا خدا تعالےٰ کچھ کیسے نکال سکتا ہے۔ یا بدیگر الفاظ نیستی سے ہستی کیسے ہو سکتی ہے۔ اس سوال کے یہ معنی ہیں۔ کہ ہم خود خدا کیوں نہیں بنجاتے۔ اس کے بہت سے دندان شکن جواب دئے گئے ہیں

مگر ہم صرف ایک دو کا ہی ذکر کرتے ہیں۔ اور ہمیں امید ہے کہ وہ تشفی کیلئے کافی ہونگے۔

حضرات موجودات میں دو ہی قسم کی طاقتیں پائی جاتی ہیں جنہیں سہولت عامہ کیلئے مثبت اور منفی کہا گیا ہے۔ اور یہ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اور یہ ہم جانتے ہیں۔ کہ اگر دو عالم ایسے موجود ہوں۔ جو بہمہ وجوہ ایک دوسرے کی ضد ہوں اور جو کہ ان کے ایک دوسرے میں گھس جانے سے نیستی نتیجہ نکلے۔ تو ایسے عالم ضرور ہستی سے نکل بھی سکتے ہیں۔ مثلاً + ۱ اور - ۱ دونو کا حاصل جمع صفر ہے اور صفر ہم نیستی کو قرار دیتے ہیں۔ تو ضروری ہوا۔ کہ صفر میں سے یہ + ۱ اور - ۱ نکل بھی سکتے ہیں۔ اگرچہ ہمیں معلوم نہیں۔ کہ وہ کس طرح سے نکل آئے۔ مگر یہ ایک بدیہی ثبوت ہے نیستی سے ہست ہونیکا۔ اور یہ بھی ہم جانتے ہیں۔ کہ اگر کوئی طاقت ہست کرنیکی ہے۔ تو اس کا لازمی نتیجہ ہست ہونا چاہیئے۔ پس ہست کرنیوالی طاقت یعنی خدا تعالےٰ کا ہم ضعیفوں کا سمجھنا ناممکن ہے البتہ جن کو وہ طاقت زندہ مذہب کے ذریعہ توفیق بخشے وہ کچھ اشارہ کر سکتا ہے۔ پھر وہ لوگ جو خدا کو مانتے ہوئے نیستی سے ہستی کے منکر ہیں۔ اس بات کے قائل ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ بغیر آنکھ کان کے دیکھتا سنتا ہے۔ یا بدیگر الفاظ بصر اور سمع لا معلول کو بغیر آنکھ اور کان کے علل اور اسباب کے پیدا کر سکتا ہے تو پھر حیرانی کی بات ہے۔ کہ وہ کیوں مادہ اور ارواح کا معلول بغیر علل اور حساب کے پیدا نہیں کر سکتا۔ یا تو اسے انسان وغیرہا کی طرح آنکھ اور کان رکھنے چاہیئے۔ اور اگر نہیں تو وہ عام طور پر

نیست سے ہست کرنیوالا ماننا چاہیئے - یہ تو بالکل نامناسب ہے - کہ خدا سمیع
اور بصیر تو ہو - لیکن اس کے آنکھ اور کان نہ ہوں - ذرات پر کرنی بھی اسی کان
اور آنکھ کا حکم رکھتی ہیں - اور یہ تو سراسر نادانی کی بات ہے - کہ مادہ اور روح
کو معہ اپنی قابلیات تاثیرات و تاثرات کے رکھتے ہوئے ازلی اور ابدی مالک
پھر کسی خارجی طاقت کا قائل ہوتا - کہ وہ ان کو آپس میں جوڑ دیوے -

بہر حال ہمیں خدا تعالےٰ خالقِ کل ہی ماننا پڑتا ہے - اور اس کے برخلاف
کوئی دلیل اور ثبوت نظر نہیں آتا -

پھر بعض اوقات اس اعتراض کو ذرا لمبا کیا جاتا ہے - کہ کیا وہ طاقت اب نئے
سرے سے نئے عالم میں بھی ہست کر سکتی ہے - ہمیں اس سے انکار نہیں - اور نہ ہی
ہونا چاہیئے - کیونکہ طاقت کبھی بیکار نہیں رہ سکتی + لیکن وہ عالم ہمارے عالم
سے جدا ہونا چاہیئے - کیونکہ جب یہ عالم اپنی حالت میں مکمل طیار کیا گیا ہے تو
مکمل میں غیر چیز کو داخل کرنا خلل اندازی اور بے حکمی ہے - اور یاد رہے کہ وہ ذات
ایسی باتوں سے پاک ہے - پھر یہ بھی کہا جاتا ہے - کہ اسلام خدا کو محدود کرتا ہے
ورنہ اس عالم سے پہلے وہ کس شے کا مالک تھا - اس اعتراض سے صاف ظاہر
ہوتا ہے - کہ معترض خدا کا مالک خالق رازق ہونا وغیرہا یعنے خدا ہونا - مادہ روح وغیرہ
کے موجود ہونے سے مانتا ہے - یعنے جس صورت میں یہ نہ ہوتے تو خدا خالق مالک
رازق وغیرہ نہ ہوتا - گویا ان چیزوں کی موجودگی سے اس کو یہ صفات ملے ہیں - مگر وہ
اپنے آپ میں کامل نہیں مگر یاد رہے کہ اسلام بلا قید و تعین خدا تعالیٰ کو قادر مطلق

مانتا ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ سب کچھ اس کے پاس تھا۔ لیکن نہ بطور وجود۔ بلکہ بطور نتیجہ
ان کو وجود میں لانا وجود میں آنے والی چیزوں کی بہتری کیلئے ہے۔ نہ خود مالک قابض
بننے کیلئے۔ کیونکہ مخلوق میں ہمیشگی کی ترقی کا مادہ رکھا گیا ہے۔ اس ذات کے اپنے لئے
تو وجود میں لانا یا نہ لانا یکسان ہے۔ جب یکساں ہے تو اس کے لئے اس اظہار کی ضرورت
نہیں۔ ہاں ہم پر یہ صفات تب ہی سے ظاہر ہو سکتی ہیں۔ جب سے ہم ہیں۔ غرض
حضرات ہم نے دیکھ لیا ہے۔ کہ کئی ایک چیزوں کا ایک خاص انتظام اور ترتیب کے
ساتھ یا ایک خاص مقصد اور نتیجے کے لئے کہیں موجود ہونا بلا مقدم ارادہ کے
ہرگز نہیں ہو سکتا بے شمار مفردات مادی و روحی کا ایسے انتظام و تناسب کے ساتھ
موجود چلے آنا جن سے ایسے عالم بن سکیں اور ایسے ایسے انسان و حیوان طیار ہو کر
فائدہ اٹھا سکیں بلا مقدم ارادہ کے ہونا ناممکن ہے۔ یا آریہ خیال کے مطابق بشمار
ذرات مادہ و ارواح مناسب تاثیرات و تاثرات رکھتے ہوئے ایسے موجود ہوں۔ جن سے
خدا تعالیٰ کو مالکیت رزاقیت و حکومت اور علم کی صفات حاصل چلی آویں اور ان
مادی ارواحی مفردات میں اتنا قصور ضرور ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو جوڑ نہیں سکتے
اس لئے اس نقص کو پورا کرنے کیلئے ان کے علاوہ ایک اور وجود موجود چلا آتا ہو۔
جس کی قدرت و طاقت و علم میں اس موجودات کی قابلیتوں کے برابر ہو نہ زیادہ ہو کہ
وہ بے مصرف اور زائد ہو گی۔ کہیں کام نہ آوے گی کمتر نہ ہی کم ہو کہ بہت سے کام اس
سے رہ جاویں گے۔ پس ایسے جوڑنیوالے وجود کا اور دیگر بے شمار مناسب طور پر جڑنیوالی
موجودات کا ایسے مناسب اندازہ سے کہ جس سے ایسا عالم چل سکے خود بخود بلا مقدم

ارادہ موجود ہونا ناممکن ۔۔۔۔۔ سے ایسا چیز نیوالا وجود پرمیشر نہیں ہوسکتا۔ بلکہ حقیقی متقدم بالارادہ پرمیشور کا وہ بھی ایک مخلوق ہے۔ اور یہ ناممکن ہے کہ خود خدا تعالیٰ کی ذات متغیر ہوکر اور گر کر ادنی چیزیں بن جاتی ہیں یہ بھی ویسی ہی غلطی ہے۔ پس خدا کیلئے اس صفت کا تسلیم کرنا ازبس لازمی ہے۔ کہ وہ نیستی کو دو متناقص نسبت ومنفی حالتوں میں تو ڈھل سکتا ہے کس طرح کرسکتا ہے ہم اس بات کے عالم نہیں اگر عالم ہوتے تو ہم بھی کرسکتے مگر ہم خود نہ تو ہست کرسکتے ہیں اور نہ ہی نابود کرسکتے ہیں یہ خاصہ اسی ذات پاک کا ہے جو کہ خدا ہے۔ وہ خالق غیر متغیر زمان ومکان سے ورا ہے اور فہم وخیال سے دور ہے۔

حضرات! آریہ خیال کے مطابق خدا بے ضرورت ٹھہرتا ہے اور اس کے وجود پر کوئی دلیل قائم نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ خدا ہونا چاہیے کو وہ ذرات مادہ وروح وغیرہ کو از خود ماننے سے قایل تسلیم نہیں مانتے اور خدا ہے کہ ان کے پاس کوئی ثبوت نہیں یہی وجہ ہے ہندوستان کی دہریت کی

اشعار

اے دلیش ہند سن لے چھوٹی سی داستان سے
سر پر ہے کال کڑکے گردش میں آسمان ہے

سوئے ہیں قصہ تجھکو اپنی پرانی باتیں
غفلت کی نیند سویا گذرا تو کارواں ہے

خواب عدم میں ہست ہے ڈنکا بجا است کا
کلیگ تھے کہنے جس کو آیا وہ ناگہان ہے

بچھڑ جدا ہے مانسے برکنیا سے مانگا
الفت اٹھی دلو نسے پریم کا جو نشان ہے

مادہ بذات خود ہے روح ہے بغیر خالق
حرکت سے ہستی قائم الیشور تو اگ گمان ہے

نکلتی ہے جس کو سمجھا وہ قید ہے سراسر
زنجیر یہ جنم ہے اپنا جو استیان ہے

تعداد روح کھلا ہے اگیانی الیشور ہے ۔ بہرہ ازل سے وہ ہے گونگا گرو مہان ہے
کلیگ کے دیش تجھکو لچھن بتائیں کیا کیا ہے بات اک بڑی سی چھوٹا مراد مان ہے
شرم و حیا میں عنقا غیرت گڑی زمیں ہے عصمت کی کشتی ڈوبی تہذیب نیمجان ہے
بھیرو مراد میوی شوہر مریدزن ہے غیروں کی ہے کمائی اپنا عزیز جان ہے
مردہ ہوئی زمیں تھی برسا ہے ابر رحمت باد صبا چلی ہے جوبن پہ بوستان ہے
جو خشک ہو چکی تھیں شاخیں ہوئی وہ ابسبز آیا فلک سے اے ہند اپنا تو باغبان ہے
آیا کرشن جی ہے منتظر تھے جس کے سے ہے سنا دی اپنی بچوں کا جو نشان ہے
چکر سے یہ جنم کے دیگا رہائی تمکو ۔ دنیا میں رہنما ہے عقبے کا راز دان ہے
اک تھی شنید پہلے آنکھوں سے دیکھ لو اب اوتار آخری کو آیا جو بے گمان ہے
الیشور نے مہر کی ہے بھیجا ہے کرپا کر کے کشتی سنبھالی جس نے رحمت کا سایہ بان ہے
برکت سے جس کے دم کی عالم ہوا زندہ اپنا مسیح وہی ہے مہدی وہ بیگمان ہے

حضرت بعض اصحاب کہا کرتے ہیں کہ گھڑا سوائے آدمی کے بنائیکے از خود نہیں بن سکتا ۔ اور اس کے لئے مٹی کا اور بنانیوالے کا ہونا ضروری ہے ۔ لیکن ایسی دلیل کا پیش کرنا محض نافہمی ہے ۔ موجودات اپنے پہلے خبر لینے کے وقت اسی لائق کام کرتی ہے پھر جب اس کے بڑھیں ترقی ہوتی ہے تو اس کے کاموں میں بھی ترقی ہوتی ہے ۔ جب سورج بنتا ہے تو وہ پہلے سے نئے کام کرنے لگتا ہے جب بیشم یا شہد کا کیڑا طیار ہوتا ہے ۔ تو اسی وقت اس سے کام ہونے لگتا ہے ۔ اسی طرح جب آدمی بنتا ہے اور چکر کا استعمال جان لیتا ہے تو گھڑا بنانے لگتا ہے ؛

پس بس جب گھڑا بنانیکے لئے پہلے انسان کی ضرورت ہی۔ تو انسانی حالت سی ادنی صورتوں میں گھڑیکی بناوٹ کو چاہنا جہالت ہی۔ اور گھڑیکی سوائے آدمی کے نہ بن سکنے کے جذب و تاثیرات کے ابتدائی کاموں کا انکار بھی نادانی پر نادانی ہی۔ اور اگر فرضاً ہم اس موجودات کے لئے ایک غیر جوڑنیوالے کی ضرورت کو مان بھی لیں۔ تو اس سی جوڑنیوالیکا ایک ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ مفردات مادی و روحی کے جوڑنیکے لئے ایک سلسلہ آوزاروں کی بھی ضرورت ہے جسی علت آلی کہتے ہیں۔ اور ایک جوڑنیکی طاقت و علم بھی درکار ہی۔ اور یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ کیوں ایک ہی وجود اوزاروں اور طاقت و علم تینوں چیزوں کا کام دیتا ہی۔ کیوں اس لئے تین وجودوں کی ضرورت نہ ہو۔ اس جگہ ایک عیسائی بول اٹھیگا۔ کہ ہم اس لئے تین طاقتیں مانتے ہیں۔ یہ تو اپنے پاؤں آپ کلہاڑی چلانا ہی۔ خدا تعم کو غیر مکمل ثابت کر دیا۔ اگر تین طاقتیں مان لیں۔ مگر تعجب ہی۔ کہ ایک خدا میں تین شخصیتیں کہ ایک باپ ہو پیدا کرنیوالا۔ دوسرا بیٹا ہو نجات دینیوالا۔ تیسرے روح القدس ہو ہدایت دینے والا از خود کیسے موجود ہو سکتی ہیں۔ یہ تو وہی بریہما بشنو دشن کا معاملہ ہی۔ اور وہ کیسا خدا ہے۔ جس نے احمد کی پگڑی محمود کے سر پر رکھکر دنیا میں اندھیر مچا دیا ہے

حضرات۔ ہم بوجہ وقت کی کمی کے اس حصہ مضمون کو یہیں ختم کرکے اب یہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ اس ہماری تمام تگ و دو اور ایسی ہستی کی پرستش کا لازمی نتیجہ کیا ہی۔ اس بات پر سب کے سب متفق ہیں۔ کہ لازمی نتیجہ ہماری پرستش کا خدا کی خوشنودی یا دیگر الفاظ بشری نقائص سی نجات ہے۔ لیکن اس نجات کے متعلق اب دو سکول موجود ہیں۔ ایک کے نزدیک تو وہ محدود ہی۔ اور دوسرے کے نزدیک غیر محدود۔ حضرات۔ مجھے اس بات کے کہنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ کہ نجات کو محدود ماننے والا وہی گروہ ہے۔ جو خدا تعالیٰ کو نہ تو خالق کل۔ اور نہ ہی متصرف اور

متقدم بالارادہ مانتا ہی۔ اور اس میں وہ مجبور ہے۔ کیونکہ خواہش حوصلہ کیمطابق ہی ہوا
کرتی ہی۔ لیکن میں یہ جتنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ وہ اس بات میں غلطی پر ہیں۔ اور
وہ اس عقیدہ پر مجبور ہیں۔ ان کے نزدیک اگر خدا تعالےٰ کہیں نجات غیر محدود دے
دیوی۔ تو دنیا کا یہ سارا تانا بانا درہم برہم ہو جاتا ہی۔ کیونکہ خدا نئی چیزیں کہیں سی لا نہیں
سکتا۔ لیکن اس طرح سی بھی ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ اگر مکتی خانہ سے نکلتی وقت بعض روحیں
خدا سے سرکش ہو جاویں اور نکلنے سی انکار کر دیویں۔ کیونکہ خدا کا انپر کیا حق ہی۔ کہ ان کو
جبراً وہاں سی نکالدیوے۔ خدا کا ان کو نجات دینی میں کوئی احسان نہیں تھا۔ یہ ان کی
اپنے اعمال کا ثمرہ ہے۔ اور انہیں یاد ہوگا۔ کہ پہلے جوڑنے جاڑنے سی انہیں کس قدر
تکلیف دی ہے۔ اور ایک لاکھ چھیاسی ہزار جونوں کا گورکھ دھندا بھی ان کے
دل سی نہیں مٹا ہوگا۔ تو پھر خدا کیا کر سکتا ہی۔ (نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات) حضرات
سب سی بڑا اعتراض جو آجتک اس گروہ نے نجات غیر محدود پر کیا ہی۔ وہ یہ ہے
کہ نجات غیر محدود بوجہ ایک نئی قسم کی خوشی کے رنج کا حکم رکھتی ہی۔ مگر اس اعتراض
کی کمزوری بالبداہت عیاں ہی۔ کیونکہ حیات ابدی اور نجات لامتناہی ایک
ہی حالت کا نام نہیں ہے۔ پھر ہم پوچھتے ہیں۔ کہ کیا ہماری پرستش محدود ہے
جس کا نتیجہ محدود ہو۔ اور کیا ایک ارب چھیالوے کروڑ برس وغیرہا وغیرہا جو کہ
سماجیوں کے نزدیک عرصہ نجات ہی۔ زائد از حد نہیں۔ اور کیا اس پر رنج کا اطلاق
نہیں آسکتا۔

صاحبان۔ جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ کہ جب کوئی اپنے

سچا طالب کامل طور سے اسلام پر قایم ہو جاتا ہے۔ اور طبعی طور پر خدا تعالیٰ کی راہوں
میں ہر ایک طاقت سے اسکے کام میں مشغول ہو جاتا ہے۔ تو آخری نتیجہ اس کی اس
حالت کا یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی ہدایت کے اعلےٰ تجلیات تمام سے مبرا ہو کر
اس کی طرف رخ کرتی ہیں اور طرح طرح کی برکات اس پر نازل ہوتی ہیں۔ تمام
اسرار سربستہ اس پر منکشف ہو جاتے ہیں۔ اور اس کا ایمان بالمشاہدہ ہو جاتا ہے
اس کی حرکات سکنات افعال و اقوال میں ایک برکت رکھی جاتی ہے۔ اور
اسے فوق العادت شجاعت۔ استقامت اور ہمت عطا کیجاتی ہے اور بشریت
کے حجابوں کی تنگ دلی اور بخل و بار بار کی لغزشیں شہوات غیر مرضی ہر ایک قسم کی طبعی
تاریکی بکلی اس سے دور کیجاتی ہے۔ اور ربانی اخلاق کا نور اس میں بھر دیا
جاتا ہے۔ تب وہ بکلی مبدّل ہو کر نئی پیدائش کا پیراہن پہن لیتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ
سے سنتا۔ خدا تعالےٰ سے ہی دیکھتا۔ خدا تعالےٰ کیساتھ حرکت کرتا اور خدا تعالےٰ
کیساتھ ٹھیرتا ہے۔ اس درجہ میں اس کی دعائیں بطور اصطفا کے منظور ہوتی ہیں
نہ بطور ابتلا کے۔ اور آسمان پر اس کے وجود سے خوشی کیجاتی ہے۔ اس موت
کے پیدا ہو جانے سے عجیب عجیب طور کی قوتیں اس میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جو
باتیں دوسرے کہتے ہیں پر کرتے نہیں۔ جو راہیں دوسرے دیکھتے ہیں۔ پر چلتے
نہیں۔ اسے سب عطا ہو جاتی ہیں۔ اور وہ ثابت قدم ہو کر استقلال سے کام
کر دکھلاتا ہے۔ وہ اپنی قوت سے نہیں بلکہ ایک زبردست قوت الٰہی اس کی
اعانت میں ہوتی ہے جو اسے پہاڑوں سے زیادہ مستحکم بنا دیتی ہے۔ اگر وہ

ہادن حوادث میں بھی پیس جاوے۔ اور غبار سا کیا جاوے۔ تب بھی لبغیر انی مع اللہ کے اور
کوئی آواز نہیں آتی۔ اس کی توجہ درد اور حزن سے ملی ہوئی ایک تار بندھ جانیکی حالت
تک پہنچ جاتی ہے۔ اور وفاداری۔ تصریح اور صدق کے ساتھ ربوبیت کی شعاعوں
کے نیچے جا پڑتی ہے۔ تو یک دفعہ ربوبیت کی ایک شعاع اپنی تجلّی کیساتھ اس پر گرتی
ہے۔ اور اس کو روشن کر دیتی ہے۔ اور رجوع کرنیوالے دل کو اس فتیلہ کی طرح
جو آگ کے نزدیک پہنچ جاتا ہے۔ اپنے ربانی نور سے منور کر دیتی ہے اگر تمام دنیا اس
کے برخلاف ہو جاوے۔ تاہم اسی کی فتح ہوتی ہے۔ دشمن کہتا ہے کہ وہ ہلاک
ہو جاوے۔ ناپدید ہو جاوے۔ لاکن قادر مطلق اس کی بددعائیں اسی کے سر پر
مارتا ہے۔ پر اپنے بندے کی سن لیتا ہے"۔ اور یہ سب ہے ابتدا اس نجات
کی۔ جس کا اسلام وعدہ کرتا ہے۔ اور یہی مطلب ہے۔ مومن کو دو جنتیں ملنے کا

پس معزز حاضرین ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ انسان بالطبع پوجاری
مخلوق ہے۔ اور اس کا معبود ایک ہستی ہے۔ جو کہ خالق کل۔ عالم کل۔ متصرف
اور متقدم بالارادہ ہے۔ اور ایسی ہستی۔ صرف اسلام اور اسلام ہی پیش کرتا ہے۔ اور
یہی مطلب ہے۔ اس کا۔ کہ اسلام صرف مصالحہ پرستی ہی حرام نہیں کرتا۔ بلکہ معمار
پرستی بھی انہی دلائل سے حرام کرتا ہے۔ لیکن مخالف کان رکھتے ہوئے نہیں سنتا اور
آنکھیں رکھتے ہوئے نہیں دیکھتا۔ ہاں مبارک ہیں وہ لوگ جو حقیقی نور کے لینے
اور اوروں تک پہنچانیکی کوشش میں ہمیشہ سرگرم رہتے ہیں۔

حضرات۔ اس اصول کو مدنظر رکھ کر چند لونہالان اسلام لئے اس مبارک

انجمن کی بنیاد رکھی ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے اس کا پہلا سال ختم ہوا ہے۔ اور جیسا کہ سکرٹری صاحب کی رپورٹ سے ظاہر ہے۔ اس انجمن نے اپنی ایک سال کی عمر میں اپنی طاقت سے بڑھ کر کام کیا ہے۔ اور اس کا آئندہ زمانہ نہایت خوش گوار معلوم ہوتا ہے۔ اسلام کا چمکتا ہوا نورانی چہرہ دکھانا اس کا پہلا اصول ہے پس اہل اسلام کو اور دیگر طالبان حق کی بالعموم اور احمدی احباب کو بالخصوص اس انجمن کو ترقی دینا اور اسکی مدد کرنا لازم ہے اور ہم کامل وثوق سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ انکی کوشش رائگاں نہیں جائیگی (انشاء اللہ تعالیٰ) خدا کرے۔ کہ اس انجمن کو دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی نصیب ہو۔ آمین ثم آمین

نوٹ مجمع الاخوان کی مکمل رپورٹ علیحدہ طور پر کتاب کی صورت میں شائع ہوگی۔ جو انشاء اللہ تعالےٰ آخر مئی تک شائع ہو جاویگی۔ جو احباب مکمل رپورٹ دیکھنا چاہیں۔ وہ چوہدری محمد ضیاء الدین صاحب طالب علم بی۔ اے کلاس گورنمنٹ کالج لاہور سکرٹری مجمع الاخوان لاہور سے ۱/ کے ٹکٹ ارسال کر کے طلب کریں۔ رپورٹ کے بقیہ حصہ میں ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب کا ایک مضمون ہے جو کم از کم ہر ایک احمدی کو ضرور دیکھنا چاہئے افسوس کہ بوجہ عدم گنجائش کے باقی رپورٹ اس رسالہ میں شائع نہیں ہو سکی

ایڈیٹر

رسالہ تشحیذ الاذہان